اُسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کے پاکیزہ نمونے

از افادات

سلطان الواعظین مولانا شاہ عبدالاحد قادری پیلی بھیتی رحمۃ اللہ علیہ

خلیفہ ارشد

اعلیٰ حضرت الشاہ مولانا احمد رضا خان فاضلِ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ



لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

رسول اللہ کی ذات تمہارے لیے بہترین نمونہ ہے

اُسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے پاکیزہ نمونے

از افادات

سلطان الواعظین مولانا شاہ عبدالاحد قادری پیلی بھیتی

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

خلیفہ ارشد

اعلیٰ حضرت الشاہ مولانا احمد رضا خان فاضلِ بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

سُورتی اکادمی

کراچی

نام کتاب: اُسوۂ رسول ﷺ

مرتّب: حکیم قاری احمد پیلی بھیتی

اہتمام: سیّد نسیم عالم نقوی

سن اشاعت: مارچ ۲۰۱۴ء

کمپوزنگ: محمد سلیمان طاہر

طابع: خواجہ پرنٹرز، ناظم آباد نمبر ۲، کراچی

ناشر: سورتی اکادمی، B-257/1، بلاک 15
گلستانِ جوہر۔ کراچی

ملنے کا پتا: C/7، اسٹاف ٹاؤن، جامعہ کراچی، کراچی

اپنے والد مرحوم مولانا حکیم قاری احمد پیلی بھیتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اپنی والدۂ مرحومہ سیّدہ خاتون عفرہ لہٗ

اپنی بہنوں مرحومہ صفیہ قاری اور مرحومہ زاہدہ قاری

اپنے بڑے بہنوئی محمد سلیم الدین خان مرحوم

اپنے خُسر سیّد ضامن علی نقوی مرحوم

اپنے بھائی خواجہ رضی حیدر کے خُسر سیّد انوار احمد مرحوم

اور

اپنے عم زاد مرحوم معین احمد صوفی کے لیے

دعائے مغفرت کی درخواست

التماس گزار

ڈاکٹر راشدہ قاری

چیئرپرسن

انسٹی ٹیوٹ آف میرین سائنس،

یونیورسٹی آف کراچی، کراچی

اپنے والد حضرت محدث سورتی کے وصال کے بعد آپ مدرسۃ الحدیث پیلی بھیت میں شیخ الحدیث کے فرائض انجام دینے لگے۔ آپ کی شادی حضرت شاہ فصل رحماں گنج مرادآبادی علیہ الرحمہ کی نواسی اور حضرت شاہ عبدالکریم گنج مرادآبادی کی صاحبزادی حمیدہ خاتون سے ہوئی۔ آپ کے تین صاحبزادے مولانا شاہ مانا میاں قادری چشتی پیلی بھیتی، مولانا فضل احمد صوفی اور مولانا حکیم قاری احمد پیلی بھیتی صاحب تصانیفِ کثیرہ بزرگ تھے۔ سلطان الواعظین مولانا عبدالاحد قادری کا وصال ۱۳؍شعبان ۱۳۵۲ھ بمطابق یکم دسمبر ۱۹۳۳ء بروز جمعہ عصر ومغرب کے درمیان لکھنؤ میں ہوا اور تدفین گنج مرادآباد میں ہوئی۔

پیش نظر کتابچہ جو مولانا عبدالاحد قادری علیہ رحمہ کے ملفوضات سے مرتب کیا گیا ہے مولانا حکیم قاری احمد پیلی بھیتی نے اپنے ادارے ''تحریکِ احیائے سنت'' سے ۱۹۷۰ء میں شایع کیا تھا اور اب اُن کی صاحبزادی جامعہ کراچی کی پروفیسر ڈاکٹر راشدہ قاری اسے ازسرنو شایع کررہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کتابچے کے مطالعے اور اُسوۂ رسول ﷺ کے اتباع کی توفیق عطا فرمائے۔

خواجہ رضی حیدر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اُسوۂ رسول اللہ ﷺ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ۶۳ سالہ زندگی ایک عظیم اور جامع ترین نقش ہے۔ جس کو پڑھنے سے ایمان میں تازگی آتی ہے اور جس کے مطابق زندگی گزارنے سے اللہ تعالیٰ کی رضا مندی حاصل ہوتی ہے۔ قرآن کریم میں ایسی پاکیزہ زندگی کو اسوۂ رسول فرمایا گیا ہے، اس مضمون میں آپ ﷺ کی ولادت شریف سے لیکر حیات کے آخری لمحات کے پاکیزہ نقوش پیش کیے جارہے ہیں، اللہ تعالیٰ پڑھنے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ولادت:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عام الفیل میں ۱۲؍ربیع الاوّل (۲۲؍اپریل ۵۷۰ء) کو حضرت عبدالمطلب کے گھر میں پیدا ہوئے۔ یہ گھر مکہ میں حرم شریف سے تھوڑے فاصلہ پر تھا۔ حضرت عبدالمطلب سفید کپڑے میں لپیٹ کر کعبہ میں لائے اور ترقی درجات کے لیے دعا کی اور ''محمد'' نام رکھا، چندروز ثوبیہ نے دودھ پلایا اس کے بعد یہ شرف حلیمہ سعدیہؓ نے حاصل کیا اور ام ایمن آپ ﷺ کی کھلائی تھیں، والد کا نام عبداللہ تھا جو ولادت سے ۴ ماہ قبل مدینہ میں انتقال کرگئے تھے۔ اور ابوطالب چچا نے پرورش کی، ۱۲برس کی عمر میں اپنے چچا کے ساتھ ملک شام کا سفر کیا، پھر ۲۵ برس کی عمر میں حضرت خدیجہؓ کا مال لیکر تنہا ملک شام تشریف لے گئے، ملک شام کے راہبوں نے آپ ﷺ کو دیکھ کر کہا کہ یہ آخری نبی بنائے جائیں گے، واپس آئے تو حضرت خدیجہؓ سے آپ کی شادی ہوئی اور ابوطالب نے مہر ادا کیا۔

نبوت:

غور و فکر، خاموشی اور گوشہ گیری آپ کی خاص عادت تھی، آبادی سے باہر غارِ حرا میں اکثر اوقات عبادت میں مصروف رہتے تھے، چالیس سال کی عمر ہوئی تھی کہ آپ ﷺ اسی غارِ حرا میں عبادت کر رہے تھے کہ حضرت جبریلؑ نے آکر نبوت کا تاج پہنایا اور آخری نبی بنائے جانے کی بشارت سنائی اور سورۂ خلق یاد کرائی، یہ وہ زمانہ تھا جبکہ مکہ اور پورا عرب بت پرستی کا شکار ہو رہا تھا اور کعبہ میں ۳۶۰ بت رکھے ہوئے تھے، اسلام اور نیکی بھلائی کو لوگ بھول چکے تھے، پچھلے نبیوں کی کوئی بات کسی کو یاد نہیں تھی۔

تبلیغ اسلام:

نبی کریم ﷺ غارِ حرا سے گھر تشریف لائے، حضرت خدیجہؓ کو تمام ماجرا سنایا وہ اسی وقت کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوگئیں، اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت علیؓ اور زید بن حارثہؓ ایمان لائے، تین سال خاموش تبلیغ فرماتے رہے، پھر اعلانیہ تبلیغ کا حکم نازل ہوا اور بہت سے لوگوں نے اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کی، مکہ والوں نے سخت مخالفت شروع کردی مگر آپ ﷺ برابر سختیاں برداشت کرتے رہے اور اسلام کی تبلیغ فرماتے رہے۔ نبوت کے دسویں سال ۷/رمضان کو ابوطالب نے وفات پائی اور اس کے تین دن بعد حضرت خدیجہؓ دنیا سے تشریف لے گئیں، اس واقعہ سے مخالفین کے حوصلے بہت بڑھ گئے اور مسلمانوں پر عام ظلم وستم کیا جانے لگا۔

ہجرت مدینہ

مخالفین کی شدت کو دیکھتے ہوئے آپ ﷺ نے دو مرتبہ مسلمانوں کو ملک حبش ہجرت

کرنے کی اجازت دی، شاہ حبشہ نے مسلمانوں کو بڑے آرام سے رکھا، اس کے بعد نبوت کے ۱۲ ویں سال مدینہ سے کچھ لوگ مکہ آئے، اور جب آپ ﷺ سے ان کی ملاقات ہوئی تو سب مسلمان ہوگئے، ایک سال کے بعد ۷۵ آدمی مدینہ سے مکہ آئے اور سب مسلمان ہوگئے اور مدینہ میں اسلام کا عام چرچا ہوگیا، اس کے بعد مکہ والوں نے اور زیادہ سختیاں شروع کردیں، مدینہ کے مسلمانوں نے آپ ﷺ کو دعوت دی کہ آپ ﷺ مکہ سے مدینہ تشریف لے آئیں، آخر اللہ تعالیٰ کے حکم سے آپ ﷺ نے پہلے مسلمانوں کو ہجرت کا حکم دیا اس کے بعد خود بھی حضرت ابوبکر صدیقؓ کو ساتھ لیکر مدینہ کی جانب ہجرت فرما گئے۔ ۳/دن قباء میں قیام کیا اس کے بعد مدینہ میں داخل ہوئے، اور حضرت ابوایوب انصاریؓ کے گھر میں مہمان رہے، چند روز کے بعد ایک زمین خرید فرمائی اور اس پر مسجد نبوی ﷺ کی تعمیر عمل میں آئی اور اس کے ساتھ اپنے رہنے کے لیے ایک حجرہ بھی بنایا۔ نماز مکہ میں فرض ہو چکی تھی، مدینہ میں دوسرے سال روزہ، زکوٰۃ اور جہاد فرض ہوا۔

غزوۂ بدر

مکہ والوں کو مدینہ میں مسلمانوں کی ترقی سخت ناگوار ہو رہی تھی، چنانچہ انہوں نے ۱۲ سو آدمیوں کے ساتھ مدینہ پر حملہ کر دیا۔ حضور اکرم ﷺ تین سو تیرہ مسلمانوں کو اپنے ساتھ لیکر مدینہ سے باہر نکلے۔ ۱۷/رمضان ۲ھ میں بدر کے مقام پر مقابلہ ہوا۔ ستر کافر مارے گئے۔ اور مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے عظیم کامیابی عطا فرمائی۔

غزوۂ احد

شوال ۳ھ میں مکہ والوں نے پھر حملہ کیا، احد کے مقام پر مقابلہ ہوا، کافر بھاگ

کھڑے ہوئے۔ البتہ مسلمانوں کو تھوڑا نقصان اٹھانا پڑا۔

دیگر واقعات

ذیقعدہ ۵ ہجری میں مکہ والوں نے ۱۲ ہزار فوج سے چڑھائی کی، مگر اللہ نے فتح مسلمانوں کو عطا فرمائی، حضور اکرم ﷺ ذیقعدہ ۶ ھ میں مدینہ سے مکہ عمرہ کرنے گئے مگر اہل مکہ نے شہر میں داخل ہونے سے روکا اور آپ ایک معاہدہ کر کے واپس آ گئے، اس واقعہ کو صلح حدیبیہ اور بیعت رضوان بھی کہتے ہیں، قرآن کریم میں اس کو فتح مبین فرمایا گیا ہے۔

۷ ہجری میں آپ ﷺ نے بہت سے بادشاہوں کے نام خطوط لکھے، صحابۂ کرام یہ خط لیکر گئے، ہر خط اللہ تعریف سے شروع کیا گیا تھا اور اسلام قبول کرنے کی دعوت دی گئی تھی، خط کے آخر میں آپ ﷺ کی مہر لگی تھی جس پر محمد الرسول اللہ لکھا ہوا تھا، سب سے زیادہ شاہ حبش نے آپ ﷺ کے خط کی تعظیم کی اور اسلام قبول کر لیا۔ اسی سال غزوۂ خیبر واقع ہوا اور یہودیوں کو مسلمانوں کے ہاتھوں شکست کا منہ دیکھنا پڑا۔

جمادی الاوّل ۸ ہجری میں غزوۂ موتہ واقع ہوا، ۱۰/رمضان ۸ ہجری میں دس ہزار صحابہ کرام کے ساتھ فتح مکہ کے لیے روانہ ہوئے۔ مکہ والوں نے اطاعت قبول کر لی۔ نبی کریم ﷺ کعبہ کے قریب گئے، طواف کیا اور کعبہ کے اندر سے بتوں کو صاف کر دیا۔ مکے والے ہزاروں کی تعداد میں سامنے کھڑے تھے، آپ ﷺ نے سب کو معاف کر دیا اور پورا مکہ مسلمان ہو گیا، مکہ سے فارغ ہو کر حنین کی طرف تشریف لے گئے، پھر طائف گئے، واپسی میں جعرانہ کے مقام پر مال غنیمت تقسیم کیا اور جان نثاروں کے ساتھ واپس مدینہ آ گئے۔

۹ ہجری میں غزوۂ تبوک کے لیے روانہ ہوئے مگر عیسائیوں کو مقابلہ کی ہمت نہ ہوئی۔

اسی سال مدینہ میں منافقوں کی بنائی ہوئی مسجد ضرار کو منہدم فرمایا۔ اسی سال اہل یمن نے مدینہ میں آ کر اسلام قبول کیا، اسی سال عیسائیوں کو دعوت مباہلہ دی مگر وہ میدان سے بھاگ کھڑے ہوئے۔

۹ ہجری میں حج فرض ہوا، ذیقعدہ ۱۰ ہجری میں آپ ﷺ مدینہ سے روانہ ہوئے۔ راستہ میں حج کی نیت سے احرام باندھا، مکہ میں داخل ہوئے۔ کعبہ پر نظر پڑی تو فرمایا: اَللّٰھُمَّ زِدْ ھٰذَا الْبَیْتِ تَشْرِیْفًا وَتَعْظِیْمًا وَتَکْرِیْمًا۔ اس کے بعد تحیۃ المسجد کے نفل پڑھے، پھر صفا و مروہ کی سعی فرمائی، جمعرات ۸/ذوالحجہ کو منیٰ میں قیام کیا، صبح کو عرفات تشریف لے گئے۔ دن بھر قیام کیا، بعد مغرب مزدلفہ میں تشریف لائے، پہلے مغرب پڑھی، پھر عشاء ادا کی، صبح کو منیٰ میں تشریف لائے، سات کنکریاں شیطان کے ماریں، اس کے بعد قربان گاہ میں داخل ہوئے اور سو اونٹ ذبح فرمائے، حجامت سے فارغ ہو کر مکہ میں طواف افاضہ کیا اور زمزم پر پانی پیا۔ ۳/دن منیٰ میں قیام کیا اور طواف وداع کے بعد مدینہ کی جانب روانہ ہوئے۔ مدینہ نظر آیا تو ۳ مرتبہ تکبیر پڑھی۔

وفات شریف

حج سے واپسی کے بعد صفر ۱۱ ہجری میں دردسر اور بخار کی شکایت پیدا ہوئی، چند روز کے بعد بیماری بڑھ گئی، ۸/ربیع الاوّل کو مغرب کی آخری نماز پڑھائی، عشاء میں جانا چاہتے تھے مگر غش آ گیا، دوسرے دن مسجد میں گئے۔ حضرت ابوبکرؓ نماز پڑھا رہے تھے، آپ ﷺ ان کے پیچھے کھڑے ہو گئے۔ نماز کے بعد مختصر تقریر فرمائی اور حجرے میں تشریف لائے اور پھر مسجد میں نہیں جا سکے مسلمانوں کو سامنے جمع کرایا۔ ان کی طرف دیکھا اور فرمایا۔

حَیَّاکُمُ اللّٰہُ بَعْدِیْ بِالسَّلَامِ۔ اللہ تم کو میرے بعد سلامت رکھے۔ ۱۲ربیع الاوّل کو وصیت فرمائی کہ مجھے حفاظت سے غسل دینا، کوئی جسم دیکھنے نہ پائے، پھر تین سفید کپڑوں میں کفنا کر حجرہ میں رکھ دینا تا کہ فرشتے نماز ادا کریں۔ دوپہر کے قریب آسمان کی طرف دیکھا زبان مبارک سے فرمایا۔

اَللّٰھُمَّ بِالرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی۔ اب اللہ کے سوا کوئی دوست نہیں ہے۔ روح مبارک پرواز کر گئی۔ حضرت ابوطلحہؓ نے قبر تیار کی، صحابۂ کرامؓ نے آپ کو قبر شریف میں اتارا، لحد شریف کو خام اینٹوں سے بند کیا، مٹی ڈالی گئی اور حضرت بلالؓ نے پانی چھڑک دیا۔ آپ حیات النبی ہیں، آج بھی زندہ ہیں اور قیامت تک زندہ رہیں گے، اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ آپ ﷺ کے جسم کو بگاڑے۔

ooo

عبادات

وضو

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے لیے تازہ وضو کرتے، کبھی ایک ہی وضو سے کئی کئی نمازیں ادا فرماتے تھے۔ کبھی تھوڑے پانی (ایک سیر) سے اور کبھی زیادہ پانی (دو سیر) سے وضو فرماتے تھے۔ اعضاء وضو کو کبھی ایک مرتبہ کبھی دو مرتبہ اور کبھی تین مرتبہ بھی دھوتے تھے۔ کُلّی کرتے اور ناک میں پانی ڈالتے تھے۔ ناک میں پانی داہنے ہاتھ سے ڈالتے تھے، اور بائیں ہاتھ سے صاف کرتے تھے، پورے سر کا مسح فرماتے تھے، پیر دھوتے ورنہ مسح کر لیا کرتے تھے، آپ ہمیشہ وضو ترتیب کے ساتھ فرمایا کرتے تھے۔ داڑھی اور انگلیوں میں خلال کرتے تھے۔ وضو، کے شروع میں بسم اللہ اور درمیان میں کلمۂ شہادت پڑھتے تھے۔

تیمم

حالت مرض وسفر میں تیمّم، وضو اور غسل جنابت کا قائم مقام ہے، آپ ہر اس زمین پر تیمّم کر لیتے تھے جس پر نماز پڑھتے تھے، بلاضرورت تیمّم کی اجازت نہیں دیتے تھے۔

اذان

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت ہے کہ عہد نبوی میں اذان کے الفاظ دو دو مرتبہ اور تکبیر کے ایک ایک مرتبہ کہے جاتے تھے البتہ قد قامت الصلوٰۃ کو مکرر کہتے تھے۔ مروی ہے کہ مؤذن کے الفاظ کا اعادہ کرنا چاہیے حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح کے بعد لاحول ولاقوۃ الا باللہ کہنا چاہیے یا یہ کہے رَضِیتُ بِااللّٰہ ربا وَبِالْاِسلام دِینا وَبِمُحَمَّد رَسُولا

ختم اذان پر درود پڑھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اذان اور اقامت کے درمیان دعا مسترد نہیں ہوتی، اقامت میں قد قامت الصلوٰۃ سن کر آپ اَقَامَهَا اللّٰهُ وَ اَدَامَهَا فرماتے تھے۔

تکبیر و نیت

صرف اللہ اکبر کہہ کر نماز شروع فرماتے، دونوں ہاتھ کانوں یا کاندھوں تک اس طرح اٹھاتے کہ انگلیاں پھیلی رہتیں، پھر داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ لیتے اور نماز شروع کر دیتے۔ نیت کے لیے کوئی لفظ زبان سے نہیں کہتے تھے، اصحاب سنن سے راویت ہے کہ اکثر نماز اس تسبیح سے شروع فرماتے۔ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ سْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ۔

قرأت

کوئی سورت معین کر کے نہیں پڑھتے، فجر اور جمعہ میں قرأت لمبی پڑھتے تھے، وہ سورتیں زیادہ پڑھتے تھے جن میں خلق کائنات، جنت، دوزخ اور دوسرے مہتم بالشان مطالب آتے ہیں۔

نماز پنج گانہ

پہلی رکعت دوسری سے بڑی ہوتی تھی، رکوع میں سبحان ربی العظیم اور سجدہ میں سبحان ربی الاعلیٰ کہتے تھے۔ رکوع سے اٹھتے ہوئے۔ سمع اللہ لمن حمدہ کہتے، سیدھے ہوکے ربنا ولک الحمد فرماتے، سجدہ میں جاتے وقت پہلے گھٹنے رکھتے پھر ہاتھ رکھتے، اٹھتے وقت پہلے ہاتھ اٹھاتے، پیشانی اور ناک پوری طرح زمین پر لگی رہتی تھی، تشہد میں انگشت شہادت اٹھاتے تھے، دوسری تشہد میں التحیات کے بعد درود پڑھتے تھے۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہہ کر سلام

پھیرتے تھے نماز میں طوالت اور اختصار دونوں ہوا کرتا تھا۔

نمازِ جمعہ

نماز میں انتہائی خشوع و خضوع ہوا کرتا تھا، سفر میں سواری میں نفل نماز پڑھ لیا کرتے تھے، کبھی سہو ہو جاتا تو ایک سلام کے بعد دو سجدے کر لیا کرتے تھے، جمعہ کی آمد کا بڑے اہتمام سے خیر مقدم فرماتے تھے، غسل، خوشبو، اچھا لباس اور سکون و وقار عادت شریف میں داخل تھا، جمعہ کے لیے مخصوص لباس رکھنے کا حکم دیتے، مسجد میں لوگوں کے آنے کا انتظار کرتے، پھر سادگی سے سلام کر کے منبر پر بیٹھ جاتے، پھر بلال ؓ اذان دیتے اور آپ خطبہ شروع کر دیتے، خطبہ میں وہی باتیں بیان فرماتے جس کی لوگوں کو ضرورت ہوتی، حکم تھا خطبہ کو خاموشی سے سنا جائے، خطبہ کے بعد اقامت ہوتی پھر آپ نماز ادا فرماتے سنتیں گھر میں پڑھتے تھے ضرورت کیوقت خطبہ کے درمیان کوئی بات بھی کر لیا کرتے تھے۔

عیدین

عیدین کی نماز مدینہ کے مشرق کی جانب عیدگاہ میں ادا فرماتے تھے، لباس اچھا پہن کر جاتے تھے، عید الفطر میں عیدگاہ جانے سے پہلے چند کھجور کھاتے، عید الضحیٰ میں کچھ نہ کھاتے، واپسی پر قربانی کر کے اور اس کے گوشت کو تناول فرماتے۔ عید الفطر دیر میں اور عید الاضحیٰ جلدی پڑھتے، اقامت و اذان کچھ نہیں ہوتی صرف الصلوٰۃ جامعۃ پکارا جاتا، نماز دو رکعت ہوا کرتی تھی، نماز سے فارغ ہو کر لوگوں کے سامنے کھڑے ہو کر خطبہ دیتے جس میں تقویٰ و طہارت کی ترغیب ہوتی تھی، پھر عورتوں کے اجتماع میں تشریف لے جاتے اور ان کو نصیحت فرماتے، نماز کو ایک راستہ سے جاتے اور دوسرے سے واپس آیا کرتے تھے

تا کہ دونوں طرف کے لوگوں سے ملاقات ہو سکے۔

ایام تشریق میں ہر نماز کے بعد بلند آواز سے تکبیر کہا کرتے تھے جس کے الفاظ یہ ہوتے تھے:

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ

نمازِ کسوف

سورج گرہن کے وقت دو رکعت نماز ادا فرمائی۔ پھر خطبہ دیا اور چاند و سورج کے متعلق بعض باتیں ارشاد فرمائیں یہ نماز زندگی میں صرف ایک مرتبہ پڑھی جس دن آپ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم نے وفات پائی۔

نمازِ استسقاء

یہ نماز آپ نے مختلف طریقوں سے پڑھی ہے۔ کبھی صرف منبر پر خطبہ میں بارش کے لیے دعا کر لیا کرتے تھے، کبھی دو رکعت نماز پڑھتے تھے، کبھی عید گاہ جاتے، خطبہ پڑھتے، دو رکعت نماز ادا فرماتے اور بارش کے لیے عاجزی سے دعا کرتے تھے، دونوں رکعتوں میں بلند آواز سے قرأت پڑھتے، ایک مرتبہ پہلی رکعت میں ﴿ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى ﴾ اور دوسری میں ﴿ هَلْ اَتَاكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ ﴾ پڑھی، دعا ہاتھ اٹھا کر ہوتی تھی۔

نمازِ خوف

جب کوئی خوف و خطرہ ہوتا تو نماز کے ارکان کی تعداد میں کمی فرما دیتے۔ یہ نماز مختلف طریقوں سے ادا فرماتے کبھی ایسا ہوتا کہ ایک گروہ کے ساتھ دو رکعت پڑھتے اور سلام پھیر کر نماز پوری کر دیتے، پھر دوسرا گروہ آتا تو اس کے ساتھ دو رکعت پڑھتے، یہ صورت

میدان جنگ میں پیش آتی تھی۔

نمازِ قصر

سفر کی حالت میں آپ قصر پڑھا کرتے تھے، بیس دن سے زیادہ سفر نہیں رہا کرتا تھا، حالت سفر میں کبھی ظہر و عصر اور مغرب و عشاء ایک ساتھ ادا فرمایا کرتے تھے۔

روزہ

رسول اکرم صلی اللہ وسلم روزہ فرض ہونے کے بعد ۹ سال اس دنیا میں رہے اور نو رمضانوں کے روزے رکھے، اگر دو شاہد چاند دیکھنے کی شہادت دے دیتے تو آپ فوراً افطار کر لیتے اور دوسرے دن عید کی نماز پڑھتے، عام طور پر تر کھجور سے ورنہ خشک سے روزہ افطار کرتے یا پھر ایک گھونٹ پانی سے۔ افطار سے پہلے یہ دعا پڑھتے۔ اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ۔

حالت سفر میں روزہ رکھتے بھی اور افطار بھی کر لیتے اور یہی سب کو حکم دیتے۔ دشمن کا سامنا ہوتا تو افطار کرنے کا حکم دیتے تا کہ دشمن کا قوت سے مقابلہ کیا جا سکے بدر اور فتح مکہ دونوں جنگوں میں رمضان میں گئے اور دونوں دفعہ افطار کر لیا رمضان میں کسی شب کو اگر مقاربت کرتے تو صبح غسل کر لیتے، روزے بدستور رکھتے، روزہ میں معمولی مسواک فرمائی اور سرمہ بھی لگایا۔ رمضان میں تلاوت و عبادت بہت زیادہ فرماتے تھے، بھول چوک سے کچھ کھا لینے کو معاف فرما دیتے۔ ہر مہینہ میں چند نفلی روزہ رکھتے، عاشورہ کا روزہ خود بھی رکھتے اور صحابہ کو بھی حکم دیتے مسلم اور نسائی کی حدیث ہے کہ اگر گھر میں کچھ کھانے کو نہ ہوتا تو روزے کی نیت کر لیتے۔

اعتکاف

ہر سال رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرماتے، وفات کے سال ۲۰ دن کا اعتکاف کیا اور دو مرتبہ جبرئیلؑ کے ساتھ قرآن کا دور فرمایا، مسجد میں ایک مختصر خیمہ میں قیام فرماتے، بلاضرورت گھر میں نہ جاتے، ازواج مطہرات ملاقات کے لیے وہیں آتی تھیں، حضرت عائشہؓ سر دھلاتی تھیں، اس سے زیادہ کوئی اور سروکار نہیں رکھتے۔

قربانی وعقیقہ

آپ ﷺ ہمیشہ عید کی نماز کے بعد دو مینڈھے تندرست اور بے عیب عیدگاہ میں قربان کرتے تھے، فرمایا ایک بکری ایک آدمی کے لیے ہے، عقیقہ میں آپ نے حضرت حسن وحسین کی طرف سے ساتویں دن ایک ایک مینڈھا ذبح کیا، بچوں کے سر منڈوائے اور نام رکھا۔ ابورافعؓ کہتے ہیں کہ حضرت حسنؓ کے کان میں آپ نے اذان کہی تھی۔

زکوٰۃ

ہر مالدار پر فرض ہے، سونے، چاندی، مال تجارت، چوپائے جانور، اونٹ، گائے، بکری، بیل اور بھیڑ میں سالانہ ایک مرتبہ کھیتی۔ پھل اور باغات میں تیاری کے وقت، چنانچہ سونے کا نصاب ساڑھے ۷ تولہ، چاندی ساڑھے ۵۲ تولہ، غلہ اور پھل کا تقریباً ۶ من، بھیڑ بکری میں چالیس راس، گائے میں تیس راس، اونٹ پانچ، سونا چاندی اور مال تجارت وغیرہ میں چالیسواں حصہ سالانہ، کھیتی، باغات، غلہ وپھل وغیرہ میں بیسواں حصہ۔ (تفصیلات کتب فقہ میں دیکھیے)، رسول پاک کی عادت تھی کہ ہر جگہ کی زکوٰۃ وہیں کے مستحقین پر خرچ فرمایا کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ اپنا صدقہ خود مت خریدو، کبھی حسب ضرورت پیشگی زکوٰۃ

لے لیا کرتے، مصلین مقرر فرماتے، نماز عید سے پہلے صدقہ فرماتے تھے، جو صرف مسکین کو دیا جاتا تھا، آپ کے دینے کے مختلف طریقے تھے، کسی کو ہبہ کرتے، کسی کو صدقہ کے طور پر، کسی کو ہدیہ کہہ کر، کوئی چیز خرید کرتے تو قیمت سے زیادہ دیدیتے، کبھی چیز اور قیمت دونوں عطا کردیتے، قرض لیتے تو بہتر صورت میں ادا فرماتے، کسی کو کچھ دے کر بہت خوش ہوتے۔

تلاوت

قرآن کی بلاناغہ تلاوت فرماتے تھے، اعوذ سے شروع کرتے۔ ہمیشہ خوش الحانی سے پڑھتے اور فرماتے قرآن کو اپنی آوازوں سے زینت دو۔ دوسروں سے قرآن سننے کو پسند فرماتے، عبداللہ بن مسعودؓ، ابوموسیٰ اشعریؓ اور ابی بن کعبؓ کا قرآن سنا تھا۔

عیادت مریض

بیماروں کے دیکھنے کو جاتے۔ سرہانے کی طرف بیٹھتے، حال پوچھتے، صحت کی دعا کرتے، مریض سے پوچھتے کیا چیز کھانے کو دل چاہتا ہے، اگر مضر نہ ہوتی تو دینے کا حکم دیتے۔ مریض کو دیکھ کر فرماتے: لَا بَأسَ طَهُورٌ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ ۔ اندیشہ نہیں، انشاءاللہ صحت ہے، آخر وقت میں خدا اور آخرت کو یاد دلاتے، کلمۂ شہادت کی تلقین کرتے، توبہ اور وصیت کی ہدایت فرماتے۔

تجہیز وتکفین

جب کسی کا انتقال ہو جاتا تو پھر اناللہ پڑھتے، مردہ کی آنکھیں بند کردیتے، جسم اور چہرہ چھپادیتے، دفنانے میں جلدی کرتے، سفید کپڑے میں غسل کے بعد کفناتے، خوشبو لگاتے،

پھر نماز جنازہ پڑھتے، روتے پیٹنے اور چلانے سے منع فرماتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تدمع العین و تحزن القلب ولا نقول الا ما یرضی الرب۔ آنکھ روتی ہے، دل کڑھتا ہے مگر ہم کہیں گے وہی جس سے پروردگار راضی ہو۔

نمازِ جنازہ

نماز جنازہ مسجد کے باہر پڑھتے، میت کا قرض ادا فرماتے، ترکہ وارثوں میں تقسیم فرماتے، نماز تکبیر سے شروع کرتے، عام طور پر چار تکبیریں کہتے، حمد و ثنا اور میت کے حق میں دعا مانگتے اور درود پڑھتے نماز جنازہ قضاء ہو جاتی تو قبر پر جا کر پڑھتے، وقت کی کوئی قید نہیں تھی، مرد کے سر کے قریب اور عورت کے کمر کے پاس کھڑے ہوا کرتے تھے، خودکشی کرنے والے اور مال غنیمت چرانے والے پر نمازِ جنازہ نہیں پڑھتے تھے، میت کے ساتھ قبرستان تک جاتے تھے، قبر گہری، چوڑی اور برابر ہوا کرتی تھی، قبر کی نشانی باقی رکھنے کے لیے پتھر کی نشانی رکھ دیا کرتے تھے، میت کو قبر میں رکھتے وقت بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ کہتے تھے۔ طلوع و غروب اور زوال کے وقت دفن کرنے سے منع فرماتے تھے، دفن کے بعد میت کے ثابت قدم رہنے کی دعا فرماتے تھے، میت کے عزیزوں سے تعزیت کرتے اور میت والوں پر گھر کے کھانے کا بار نہ ڈالتے تھے، دوسروں سے فرماتے کہ کھانا پکوا کر ان کے گھر بھیجو۔

زیارت قبور

آپ جب صحابہ اکرام کے مزارات کی زیارت کو تشریف لے جاتے تو ان کے حق میں دعائے خیر فرماتے، اور عبرت حاصل کرتے، آپ نے فرمایا قبروں کی توہین مت کرو، ان کو روندو نہیں، ان پر بیٹھو مت اور ٹیک مت لگاؤ۔ ایسی تعظیم مت کرو کہ ان کو مسجد بنا لو۔

معمولات

لباس

عام طور پر چار کپڑے ہوتے تھے، تہبند، کرتہ، چادر، عمامہ سب سفید عمامہ۔ سیاہ نیچے کپڑے کی ٹوپی، شملہ شانوں کے درمیان سفید رنگ اور سبز پسند فرماتے تھے، پاجامہ دیکھا خوش ہوئے مگر پہنا نہیں، کرتہ پر کبھی جبہ پہنتے، قیمتی لباس بھی پہنا، مگر سوتی و اُونی ریشم ناپسند تھا، باریک بھی ناپسند کرتے تھے، صاف لباس کی تاکید فرماتے، بستر چمڑے یا ٹاٹ کا ہوتا تھا، دو تسمے کی چپل استعمال فرماتے، چاندی کی انگوٹھی چوتھی انگلی میں ہوتی تھی، بلا ضرورت تلوار ہاتھ میں نہیں لی، ہمیشہ نیام میں رکھتے، زرہ بھی پہنی، جھنڈا چوکور رکھتے تھے، بڑا سیاہ اور چھوٹا سفید ہوتا تھا، عربی کمان رکھتے تھے، خود بھی استعمال فرمایا، عطر دان سے عطر لگاتے، سرمہ دانی سے رات کو تین سلائیاں لگاتے، سر اور ڈاڑھی میں کنگھا کرتے، مانگ نکالتے، تیل ڈالتے، بالوں کو گوند کے پانی سے جماتے تھے، مسواک بہت محبوب تھی، خضاب نہیں لگایا، مہندی اور کسم کے خضاب کو پسند کرتے، سواری میں اونٹ، گھوڑا اور خچر استعمال کیا، سرخ رنگ کے گھوڑے کو پسند کرتے، کبھی پیوند لگا ہوا کپڑا پہنتے، کملی کالی ہوا کرتی تھی، موزہ چمڑے کا استعمال فرماتے تھے۔

کھانا پینا

بڑے قناعت پسند تھے، جو ہوتا کھا لیتے، کسی چیز کو برا نہیں کہتے، دستر خوان پر کھاتے، پہلے اور بعد کو ہاتھ دھوتے، چبا کر آہستہ اور چھوٹا نوالہ کھاتے اور انگلیوں کو چاٹ لیتے، بسم

اللہ سے شروع کرتے، کچھ نہیں ہوتا تو کھجور کھا کر پانی پی لیتے، اپنے سامنے سے کھاتے، اور دستر خوان اٹھتا تو خدا کا شکر ادا کرتے، ٹھنڈا پانی تین سانس میں بیٹھ کر پیتے، ٹھنڈا شربت پسند کرتے تھے، برتن منہ سے ہٹاتے تو الحمد اللہ کہتے، سرکہ، روغن زیتون، شہد، کدو، گوشت، تربوز، ککڑی، تر کھجور، جو کی روٹی، شرید، جو کا دلیہ بہت پسند فرماتے تھے، حریرہ پسند تھا اور اسے مقوی فرماتے تھے، گوشت کے بھنے ہوئے پارچہ پسند تھے، چقندر کو مقوی فرماتے تھے، کھرچن پسند تھی، دودھ میں بھیگی روٹی اچھی لگتی تھی، رات کو نہ بھوکا سوتے نہ کھا کر فوراً سوجاتے، دوپہر کو کھانا کھا کر قدرے آرام فرماتے پانی چوس کر پیتے اور برتن میں سانس نہیں لیتے۔

سونا اور لیٹنا

کروٹ پر لیٹتے، سیدھا ہاتھ گال کے تلے رکھتے، کبھی ہاتھ کا تکیہ لگا کر بیٹھے بیٹھے سوجاتے، سوتے وقت فرماتے اے اللہ میرا سونا اور جاگنا تیرے لیے ہے۔

جمائی اور چھینک

جب آپ ﷺ کو جمائی آتی تو ہاتھ منہ کے ساتھ رکھ لیتے، چھینک آتی تو کپڑے کو ناک کے سامنے رکھ لیتے آواز کو ہلکا کرنے کی کوشش کرتے اور پھر الحمدللہ کہتے۔

گفتگو اور ملاقات

ہمیشہ پہلے سلام کرتے، مصافحہ کرتے، مزاج پوچھتے اور ملاقاتی کی باتوں کو پوری توجہ سے سنتے تھے، جو بات خود کرتے وہ مختصر اور جامع ہوتی تھی، آہستہ بولتے اور سامنے والے کو مطمئن کرنے کی کوشش کرتے، اندازِ کلام بہت سادہ، دلنشین اور سننے والوں کے دل میں

بیٹھ جاتا تھا، راستہ میں بڑے وقار، اطمینان اور متانت سے چلتے، قدم زمین پر ذرا جھک کر رکھتے اور ذرا تیز چلتے، گول مول اور بیکار باتوں کو ناپسند فرماتے، کسی کے گھر جاتے تو سلام کے بعد اجازت داخل ہونے کی مانگتے۔ دروازہ سے ہٹ کر کھڑے ہوتے۔ صدر مقام پر نہیں بیٹھتے۔ چار زانو یا گھٹنے کھڑے کر کے بیٹھتے، آنے والے کے لیے جگہ دیتے، اور اسے خوش آمدید کہتے۔ صرف مسکراتے اور فحش کلام نہیں کرتے، عورتوں اور بچوں کے پاس سے گزرتے ہوئے خود سلام کرتے۔ آنے والے کے لیے اپنا گدا بچھا دیتے۔

رنج و خوشی

خوشی کے وقت اظہارِ مسرت کرتے، سجدہ شکر ادا کرتے۔ نعرۂ تکبیر بلند فرماتے، گلے ملتے، بوسہ لیتے، شادی، عقیقہ اور اولاد کی ولادت کے موقعوں پر خوش ہوتے، شادی میں ولیمہ کرتے اور دوستوں وعزیزوں کی تواضع کرتے۔ رنج و غم کے موقع پر مغموم نظر آتے، تکلیف کو دیکھ کر بے چین ہوتے اور دُور کرنے کی کوشش فرماتے، صبر وسکون کی ہدایت فرماتے، کبھی آنسو بھی جاری ہوجاتے، جعفر طیارؓ کی شہادت کے بعد ان کے گھر کھانا پکوا کر بھجوایا، احد میں امیر حمزہؓ کی لاش کو دیکھ کر فرمایا میں نے ایسا دردناک منظر نہیں دیکھا، ان کے غم میں عورتیں اور مرد آپ ﷺ کے یہاں جمع ہوئے اور تھوڑی دیر بیٹھ کر رنج کیا۔

سفر کا طریقہ

جس بیوی کے نام قرعہ نکلتا اسے ساتھ لے جاتے، اکثر جمعرات کو سفر کرتے، صبح کو گھر سے روانہ ہوتے، جناب فاطمہؓ سے پہلے پھر دوسروں سے رخصت ہوتے، سواری پر بسم اللہ کر کے بیٹھتے، واپسی پر پہلے مسجد میں نفل پڑھتے پھر جناب فاطمہؓ سے ملاقات کرتے

پھر دوسروں سے ملتے۔ ''فی امان اللہ''۔ واپسی پر گھر میں ذرا ٹھہر کر جاتے تا کہ اہلِ خانہ گھر کو ٹھیک کر لیں۔

خرید وفروخت

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حصول معاش کے لیے خود بھی مختلف طریقے اختیار کیے اور مسلمانوں کو اس سلسلہ میں ضروری ہدایات بھی دیں۔ آپ نے فرمایا امین اور راست باز تاجر نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور صالحین کی صف میں کھڑے کیے جائیں گے۔ قسم کھانے سے خرید وفروخت میں زیادتی ہوسکتی ہے مگر مال گھٹ جاتا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ اس طرح یہ بھی احتمال ہے کہ جھوٹی قسم کھانے کی عادت پڑ جائے جو بہت ہی معیوب طریقہ ہے، آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس شخص پر مہربانی فرماتا ہے جو خرید وفروخت اور تقاضے میں نرمی سے کام لیتا ہے۔ ایک موقع پر آپ نے تاجروں کے ایک گروہ سے فرمایا۔ تمہارے ذمہ دو کام ہیں جن کو ٹھیک طور پر انجام نہ دینے کی وجہ سے تم سے پہلے بعض قومیں ہلاک ہو چکی ہیں، یعنی ناپنے اور تولنے میں جب کوئی قوم کمی کرنا شروع کر دیتی ہے، تو ہلاک ہو جاتی ہے۔ اس ارشاد سے آپ کی مراد قومِ شعیب سے تھی جو ناپ تول میں کمی کیا کرتے تھے، حضرت شعیب نے ان کو بہت منع کیا مگر نہیں مانے۔ اللہ تعالیٰ نے زلزلہ سے تباہ و برباد کر دیا۔ ایک مرتبہ ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا، کسی ایسی چیز کا سودا مت کیا کرو جو تمہارے پاس موجود نہ ہو۔ آپ نے فرمایا اگر بیچنے والے کو مال کے نقص وخرابی کا علم ہے تو اس کو یہ بات جائز نہیں کہ وہ اس مال کو فروخت کرے، ہاں اگر خریدار کو بتا دے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا آگے بڑھ کر مال لانے والے سے مت ملو۔ بلکہ اسے مارکیٹ میں آنے دو، اس

کی ناواقفیت سے فائدہ اٹھانے کی کوشش مت کرو۔ ایک چیز کی دو قیمتیں مت رکھو۔ یعنی نقد کے دام اور ہوں اور ادھار کے دوسرے ہوں، آپ نے فرمایا تاجر اور خریدار میں اگر کوئی اختلاف پیدا ہو جائے تو تاجر کی بات تسلیم کرنا پڑے گی۔ کسی مال کو نفع خوری کے خیال سے روکنا جائز نہیں ہے۔ آپ اس بات کو بہت برا جانتے تھے کہ خریدنا نہ ہو اور خواہ مخواہ نرخ بڑھایا جائے۔ آپ کی عادت تھی کہ آپ نرخ کے سستے ہونے کی اللہ تعالیٰ سے دعا فرمایا کرتے تھے، آپ کی اپنی تجارت اور تمام معاملات سچائی، دیانت اور وعدہ وفائی پر مبنی ہوا کرتے تھے، آپ نے ارشاد فرمایا کہ جب تک مال قبضہ میں نہ آئے اس وقت تک اس کا فروخت کرنا روا نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا ہمیشہ چیزوں کو خرید وفروخت کے وقت ناپ تول سے کام لینا چاہیے۔ جھوٹی تعریف مال کی برکت کو ختم کر دیتی ہے۔

ooo

اخلاق وعادات

شرم وحیا

شرم وحیا کو ایمان کا جز سمجھتے تھے، عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتے تھے، اپنی ناپسندیدگی کا زبان سے اظہار نہیں فرماتے، بلکہ چہرہ سے معلوم ہو جاتا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا حیا اور ایمان آپس میں ملے ہوئے ہیں جو ان کو اٹھا کر رکھ دے پھر جو چاہے کرے۔

شفقت وتواضع

ساری مخلوق پر مہربان، غلاموں، یتیموں، بیواؤں، مساکین سے خاص طور پر مہربانی اور محبت فرماتے، بچوں اور بوڑھوں سے محبت کرتے، بچوں کو روتا دیکھ کر نماز کو مختصر کر دیتے۔ یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرتے، بچوں کے گالوں کو محبت سے چھوتے، کبھی کسی پر لعنت نہیں کی۔ آپ نے فرمایا میں محبت کرنے کے لیے بھیجا گیا ہوں، کبھی بدلہ نہیں لیتے بلکہ معاف فرما دیتے، قانون توڑنے والے کو ضرور سزا دیتے۔ جانوروں کو لڑانے، تیر کا نشانہ بنانے سے منع فرماتے اور دبلے جانوروں کو دیکھ کر فرماتے، مالکوں کو چاہیے کہ ان کو اچھی طرح کھانے کو دیا کریں۔ غرور وتکبر سے سخت نفرت تھی، بیمار کے پاس بیٹھ جانا، میت کے ساتھ چلنا، غلاموں کی دعوت قبول کر لینا، غریبوں اور مسکینوں کے ساتھ بیٹھ کر کھانا، آپ کی خاص عادت تھی، خود کپڑے دھو لیتے، ان کو سی لیتے اور گھر والوں کے ساتھ مل کر کام کر لیتے تھے، دعائے خیر کثرت سے دیتے، احسان کا بہتر بدلہ ادا کرتے، بڑی نرمی سے نصیحت فرماتے تحفہ کو لے کر شکریہ ادا کرتے۔ پھل جو پیش کیے جاتے ان کو بچوں میں تقسیم فرما دیتے، قرض

خواہوں سے فرماتے نرمی اختیار کرو۔ نقصان زدہ سے ہمدردی فرماتے۔ ایک دیہاتی نے مسجد میں پیشاب کر دیا۔ لوگوں نے مارنا چاہا، آپ ﷺ نے چھڑا دیا اور فرمایا تم آسانی کرنے کے لیے پیدا ہوئے ہو، وعظ ونصیحت کی مجلس کم منعقد کرتے اور کوئی ایسی بات نہیں فرماتے جو سننے والوں کو ناگوار گزرے۔ ایک بچے سے فرمایا درخت پر پتھر مت پھینکو، جو نیچے گرے اسے اٹھا لو، حضرت حلیمہؓ آئیں تو اپنی چادر بچھا دی۔ کسی بچے کو راستہ میں دیکھ لیتے تو سواری پر بٹھا لیتے تھے، ایک مرتبہ جوشِ محبت میں زیدؓ کو گلے سے لگا کر بوسہ لے لیا ایفائے وعدہ کا بہت خیال رہا کرتا تھا، سائل کو اتنا دیتے کہ وہ حیران رہ جاتا، اور خوش خوش چلا جاتا، پاس نہ ہوتا تو قرض لے کر دیتے، سب کے ساتھ مل جل کر کام کرتے اور فرماتے مجھے اچھا نہیں معلوم دیتا کہ سب کام کریں اور میں بیٹھا رہوں اور کوئی فرق نظر آئے، عورتوں کے حقوق مقرر فرمائے اور مجلسی زندگی میں بہتر مقام عطا کیا، عورتوں کے مجمع میں تقریر فرماتے اور تعلیم اسلام سے آگاہ فرماتے، خوف خدا کا یہ عالم تھا کہ نماز میں روتے روتے ہچکیاں بندھ جاتی تھیں، ایک قبر کو کھدتا دیکھ کر رونے لگے، اور فرمایا لوگو! اس دن کے لیے سامان تیار کر لو، تیز ہوا اور بارش کے وقت خدا کی پناہ مانگتے۔

ہمیشہ اچھے نام رکھتے، برے ناموں کو بدل ڈالتے، تمام کام سیدھی طرف سے شروع کرتے، بائیں ہاتھ سے استنجا کرتے، ڈاڑھی رکھاتے اور مونچھیں کترواتے، گھر کی صفائی کا حکم دیتے، پیشاب بیٹھ کر کرتے تھے، اور نرم زمین میں کرتے تھے۔ تاکہ چھینٹ نہ اُڑے کمزوروں کو سہارا دیتے، پیدل کو اپنی سواری پر بٹھا لیتے۔ گھر میں جاتے تو سلام کرتے۔ بلا سلام گفتگو کا جواب نہیں دیتے، ہمیشہ بغیر جگائے خود ہی وقت پر اٹھ بیٹھتے۔ تجارت تنہا بھی کی، شرکت میں بھی کی نہ حق مارا نہ تکرار و حجت کی۔ دوسروں کے وکیل بھی بنتے اور خود بھی

بنایا، ہدیہ لانے والے کو انعام عطا کرتے، مسلمانوں کے قرض کے ضامن خود ہوتے، اللہ کے نام پر اپنی زمین اور اس کی آمدنی وقف کردی، سفارش کو پسند فرماتے، مذاق میں حق پسندی اور حق گوئی ہوتی تھی، شعر سنتے اور انعام عطا کرتے، آپ ﷺ نے کشتی اور دوڑ میں بھی حصہ لیا ہے، جانوروں کا دودھ دوہتے، خود بھی مہمان بنے اور دوسروں کو بھی مہمان بنایا۔ آپ ﷺ کے حلم سے کافر مسلمان ہو جاتے تھے۔

تقریر

وعظ ونصیحت کی مجالس بہت کم منعقد فرماتے، اس بات کا بہت خیال رکھتے تھے کہ کہیں سننے والے بد دل نہ ہو جائیں۔ رسول اکرم ﷺ جب غسل کا ارادہ فرماتے تو پہلے دونوں ہاتھ دھوتے، پھر وضو فرماتے، پھر اپنے بالوں کو پانی سے تر کرتے، اس کے بعد جسم کو ملتے اور تین مرتبہ تمام جسم پر پانی بہایا کرتے تھے، آپ ﷺ کے جسم میں کبھی پسینہ کی مہک نہیں آتی، کپڑوں کی صفائی کا خاص طور پر خیال رکھا کرتے تھے۔

عورتیں

اسلام سے پہلے عورتوں کو بہت ہی ذلیل خیال کیا جاتا تھا، انسانی زندگی میں انہیں کوئی اچھا مقام حاصل نہیں تھا، رسول اکرم ﷺ نے اسلام کی اشاعت وتبلیغ کے ساتھ عورتوں کے حقوق مقرر فرمائے اوران کو مجلسی زندگی میں ایک بہتر اور بلند مقام عطا فرمایا۔

ooo

معاملات وتعلقات

ماں باپ کے حقوق

۱۔ تعلیم وتربیت، خدمت اولاد اور پرورش کرنے کی وجہ سے خدا اور رسول کے بعد والدین کا درجہ ہے۔

۲۔ خدا کا حکم ہے کہ والدین کے ساتھ احسان کرو جس کا مطلب یہ ہے کہ ساری عمران کے ساتھ نیکی کرو اوران کی خدمت کرتے رہو، پھر بھی ان کے احسانوں کا بدلہ نہ دے سکوگے۔

۳۔ والدین کے کافر ہونے کی صورت میں بھی ان کا ادب واحترام واجب ہے۔

۴۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ والدین کو تکلیف دینا گناہ کبیرہ ہے۔

۵۔ ایک دفعہ صحابہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ اگر والدین اولاد پر ظلم کریں تو کیا پھر بھی ان کی فرمانبرداری کی جائے۔ آپ نے فرمایا ''ہاں فرمانبرداری ضرور کرو اگرچہ وہ ظلم ہی کریں''۔

۶۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے، جو شخص اپنے والدین کی طرف رحمت و شفقت کی نظر کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی ہر نظر کے عوض میں ایک حج کا ثواب دیتا ہے۔

۷۔ ایک صحابی نے عرض کیا یارسول اللہ میرا ارادہ جہاد میں جانے کا ہے آپ ﷺ نے فرمایا

"تیری ماں ہے" عرض کیا ہاں ہے۔ آپ نے فرمایا "اس کی خدمت کرو۔ اس کے قدموں کے نیچے بہشت ہے"۔

۸۔ اللہ کا حکم ہے: "اگر تیرے ماں باپ اس بات میں تیرے ساتھ جنگ کریں کہ میرے ساتھ توحید میں کسی کو شریک کرو تو اس بات میں ان کی فرمانبرداری نہ کرو، باقی دنیا میں ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو"۔

۹۔ باپ کے دوستوں کے ساتھ نیکی اور اخلاص سے پیش آؤ۔

۱۰۔ کسی بات سے ان کو رنجیدہ نہ کرو، ان کے ہر تلخ اور برے سلوک پر صبر کرو۔ مرنے کے بعد ان کے لیے دعائے مغفرت کرتے رہو۔

اولاد کے حقوق

۱۔ جس شخص نے حلال کمائی کی اور اس نے اپنی اولاد کی پرورش کی پھر اس کو سلیقہ سکھایا، تعلیم دی اور ان کی شادی کی وہ شخص بے شک اللہ کے نیک بندوں میں شامل ہو گیا۔

۲۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہے "باپ کا کوئی عطیہ بیٹے کے لیے اس سے بڑھ کر نہیں کہ اس کی اچھی تعلیم و تربیت کرے۔

۳۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: "لڑکیوں کی اچھی تعلیم و تربیت کرنا اور ان کی شادی کرنا بہت بڑا ثواب ہے، اور ایسا شخص میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔

۴۔ حلال کمائی سے بچوں کی پرورش کرنا اور ان کے ساتھ شفقت سے پیش آنا ان کی تعلیم و تربیت کرنا پھر ان کی شادی کرنا والدین پر فرض ہے۔

۵۔ بچوں کو بری عادت سے روکنا چاہیے اور ان کو بول و براز یا نادانی پر مارنا پیٹنا ٹھیک نہیں۔

۶۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہے: "باپ کا اپنے بیٹے کو کوئی ادب سکھانا ایک صاع صدقہ سے بہتر ہے۔

نوکروں اور غلاموں کے حقوق

۱۔ مالک کو چاہیے کہ جو کچھ آپ کھائے وہی نوکروں اور غلاموں کو کھلائے۔ اور جو کچھ آپ پہنے وہی ان کو پہنائے۔

۲۔ مشکل میں ان کی مدد کرے۔ اپنی اولاد کے برابر ان سے پیار کرے۔

۳۔ خادم جب کھانا پکا کر لائے تو ساتھ بٹھا کر کھلائے۔ ان کی اصلاح اور درستی نرمی سے کرے۔ اور برے کاموں سے روک کر ہدایت کی راہ پر چلنے کی تاکید کرے۔

۴۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہے: "ان تین صفتوں والے آدمی پر اللہ تعالیٰ موت آسان کر دے گا اور اسے بہشت میں داخل کرے گا"۔

ا۔ ضعیفوں پر مہربانی کرنے والا۔

۲۔ ماں باپ پر شفقت کرنے والا۔

۳۔ غلاموں کے ساتھ نیکی کرنے والا۔

بیوی پر خاوند کے حقوق

۱۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا اگر میں کسی کو سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو بیوی کو حکم دیتا کہ اپنے

خاوند کو سجدہ کرے۔

۲۔ جس عورت کا خاوند اس سے راضی ہو، وہ اگر نماز روزہ وغیرہ کی پابندی رکھے گی تو جنت میں داخل ہوگی۔

۳۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہے جو عورت پانچوں وقت نماز پڑھے، رمضان کے روزے رکھے، پاک دامن رہے اور اپنے خاوند کی تابعداری کرے تو جس دروازے سے چاہے بہشت میں داخل ہوگی۔

۴۔ جب عورت اپنے خاوند کو تکلیف دیتی ہے تو حوریں کہتی ہیں تجھ پر اللہ کی لعنت یہ تو تیرے پاس چند دن کا مہمان ہے۔

۵۔ رات کو خاوند کو ناراض کرنے والی عورت پر فرشتے رات بھر لعنت بھیجتے رہتے ہیں۔

۶۔ شوہر کی دل و جان سے خدمت کرنا۔ اس کے مال کی حفاظت کرنا۔ اس کی مرضی کے خلاف کوئی کام نہ کرنا، اولاد کی اچھی طرح سے پرورش کرنا اور پاک دامن رہنا بیوی پر فرض ہے۔

۷۔ عورت اپنے خاوند کی وارث ہے۔ خاوند بادشاہ ہے تو عورت گھر کی ملکہ ہے۔ کل مکان و جائیداد کی مالک ہے، پھر وہ جو کوتاہی خدمت میں امور خانہ داری میں اور بچوں کی پرورش میں کرتی ہے اپنا دینی و دنیاوی نقصان کرتی ہے، جنت سے محروم ہوتی ہے، اور دوزخ کے سامان کرتی ہے، عاقل و دیندار عورتیں دانائی سے کام کرتی ہیں۔ اور نیک عمل کی پیروی کرتی ہیں اس لیے دنیا میں اُن کا بھلا ہوتا ہے۔

خاوند پر بیوی کے حقوق

۱۔ اس کے کپڑوں، کھانے پینے اور دوسری ضرورتوں کا خیال رکھے، اسے تنگ نہ کرے اور حسبِ حیثیت زیور بنا دے۔

۲۔ اس کی نادانی اور بے وقوفی پر صبر کرے اور خود تعلیم و تربیت کرے۔

۳۔ اسے ہر ممکن طریقے سے ہدایت اور نیکی کی راہ پر لائے۔

۴۔ جب سفر سے واپس آئے تو اس کے لیے تحفہ لائے۔

۵۔ اس کے رشتہ داروں کو برا نہ جانے، رشتہ داروں کے آنے پر ان کی عزت کرے اور نیک سلوک کرے۔

۶۔ اس کی عزت نفس کا خیال کرے اس سے محبت کرے اس کے ساتھ ہمیشہ ہمدردانہ رویہ رکھے۔

دوست کے حقوق

۱۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ نیک دوست کی مثال مشک فروش کی سی ہے یا وہ تم کو مشک دے گا یا تم اس سے مشک خریدو گے۔ ورنہ تم کو اس سے خوشبو تو پہنچے گی۔ برے دوست کی مثال لوہار کی بھٹی کی سی ہے کہ تمہارا گھر یا کپڑے جلائے گی، اور بدبو تو دے گی۔

۲۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا۔ ”انسان اپنے دوست کے مذہب پر ہوتا ہے اور آخرت میں اس کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ محبت رکھتا ہو“۔

۳۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”قیامت کے دن عام دوست دشمن ہو جائیں گے۔ مگر متقی دوست بدستور دوست ہی رہیں گے۔

۴۔ دوستوں کے درمیان بدگمانی پیدا نہ کرو ان سے صدق دل سے محبت کرو۔

۵۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ ”جب تک ایمان نہ لاؤ گے بہشت میں نہ جاؤ گے اور ایمان کامل نہ ہوگا۔ جب تک آپس میں بہت دوستی نہ رکھو گے اور آپس میں بہت سلام نہ کرو گے“۔

عزیزوں کے حقوق

۱۔ تمام عزیزوں اور ان کی اولاد سے اچھا سلوک کرو۔

۲۔ جتنا رشتہ میں کوئی قریب ہوگا اس کا اتنا ہی حق بھی زیادہ ہوگا۔

۳۔ اللہ کا حکم ہے صاحب قرابت کا حق اس کو دے دو۔

۴۔ غریب عزیز کی مدد مال، کپڑوں اور کھانے سے کرو۔

۵۔ رشتہ دار سے لڑ کر تعلق توڑ لینا حرام ہے۔

۶۔ رشتہ دار سے بگاڑ کرنا گناہ ہے۔

۷۔ بڑے بھائی کا حق چھوٹے بھائی پر باپ کی طرح ہے۔

۸۔ بڑوں کی چھوٹے عزت کریں اور بڑے چھوٹوں پر شفقت کریں۔

۹۔ جو لوگ زمین پر فساد کریں اور بے رحم ہو جائیں اللہ تعالیٰ ان پر لعنت بھیجتا ہے۔

۱۰۔ رشتہ داروں سے نیک سلوک کرنا رزق میں برکت کا باعث ہے۔

۱۱۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اکرم ﷺ میرے رشتہ دار ہیں میں ان سے اچھا سلوک کرتا ہوں، لیکن وہ مجھ سے تعلق توڑتے ہیں، میں ان کے ساتھ نیکی کرتا ہوں وہ میرے ساتھ بدی کرتے ہیں، میں ان کے ساتھ حلیمی کرتا ہوں لیکن وہ میرے ساتھ سختی کرتے ہیں۔ یہ سن کر رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جیسا تو کہتا ہے اگر ایسا ہی واقعہ ہے تو تو ان کو آگ کھلاتا ہے، کہ ان کی ہلاکت ان کے ہی ہاتھوں میں ہے اور تو جب تک اس خصلت پر رہے گا اللہ تیری مدد کرے گا۔

OOO

ازواج واولاد

اولاد

رسول اکرم ﷺ کی سات اولادیں ہوئیں۔ سب سے بڑے حضرت قاسمؓ، پھر حضرت زینب (رضی اللہ عنہا) پھر ام کلثوم (رضی اللہ عنہما) پھر حضرت عبداللہ (رضی اللہ عنہ) ساتویں حضرت ابراہیم (رضی اللہ عنہ) حضرت ابراہیمؓ ماریہ قبطیہؓ سے ۸ ہجری میں مدینہ میں پیدا ہوئے، باقی سب اولادیں ام المومنین حضرت خدیجہ (رضی اللہ عنہا) سے تھیں سب اولادیں آپ ﷺ کی حیات میں فوت ہوئیں۔ صرف حضرت فاطمہؓ کی وفات آپ ﷺ کی وفات شریف کے چھ ماہ بعد ۳ر رمضان المبارک ۱۱ ہجری میں ہوئی۔

بیویاں

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کو امہات المومنین کہتے ہیں، پہلی بیوی حضرت خدیجہؓ بنت خویلد قرشیہ ہیں، پھر آپ کی وفات کے بعد حضرت سودہؓ بنت زمعہ قرشیہ سے نکاح کیا۔ تیسری بیوی حضرت عائشہؓ بنت ابوبکرؓ ہیں۔ ۱ ہجری میں نکاح میں آئیں، چوتھی حضرت حفصہؓ بنت عمر ابن خطاب، پانچویں حضرت زینبؓ بنت خزیمہ مگر دو ماہ بعد فوت ہوگئیں۔ چھٹی ام سلمہ قرشیہ سب سے آخر میں فوت ہوئیں، ساتویں حضرت زینب بنت جحش آپ ﷺ کی پھوپی زاد بہن تھیں، پہلے زیدؓ سے شادی ہوئی پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نکامیں آئیں، سورۂ احزاب میں اس نکاح کا ذکر موجود ہے۔ آٹھویں حضرت جویریہؓ بنت حارث قبیلہ بنی مصطلق۔ نویں حضرت ام حبیبہؓ بنت ابوسفیان، پہلے عبداللہ بن جحش کے

نکاح میں تھیں۔ وہ عیسائی ہوگیا حبش میں یہ ثابت قدم رہیں۔ نبی کریم ﷺ نے نجاشی کو لکھا اس نے مہر ادا کیا اور ۷ ہجری میں آپ سے نکاح ہوگیا۔ دسویں حضرت صفیہؓ بنت حی فتح خیبر میں کنیز بن کر آئیں۔ حضور ﷺ نے آزاد کر کے شادی کرلی اور آزادی کو مہر قرار دیا، گیارہویں حضرت میمونہؓ بنت حارث یہ آخری نکاح تھا۔

رشتہ دار

یوں تو سارا قریش آپ کا رشتہ دار تھا مگر مندرجہ ذیل لوگ خاص شہرت رکھتے ہیں، چچاؤں میں امیر حمزہؓ، عباسؓ، ابوطالب، ابولہبؓ، زبیر، عبدالکعبہ، مقوم، ضرار، قثم، مغیرہ، عیداق۔ صرف امیر حمزہ اور حضرت عباسؓ نے اسلام قبول کیا، باقی سابقہ دین پر قائم رہے۔ پھوپھیوں میں حضرت صفیہؓ عاتکہ برۃ، اروی، امیمہ، ام حکیم البیضاء، حضرت صفیہؓ اور اروی کا اسلام مسلمہ ہے عاتکہ کے اسلام میں اختلاف ہے۔

خدام

حضرت انس بن مالکؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، عقبہ بن عامرؓ، سلع بن شریکؓ، ابوذر غفاریؓ، ایمن عبیدہ، حضرت بلالؓ اور حضرت سعدؓ۔

غلام

زید بن حارثہؓ، اسامہ بن زید، اسلم ابورافع، ثوبان، ابوکیشہ، سلیم شقران صالح، رباح نوبی، یسار نوبی، مدعم، کرکرہ انجشہ، سفینہ، ابومشروع، انیسہ، افلح عبیدہ، طہمان، حنین، فضالہ۔

کنیزیں

سلمہ ام رافع، میمونہ بنت سعد، خضیرہ، رضوی، ریشحہ اور ریحانہ۔ مگر اتنے خدمتگاروں

میں فرمایا۔ اگر نبوت میرے اوپر ختم نہ ہوتی تو عمرؓ کو نبی بنایا جاتا۔ ۲۷ر ذوالحجہ ۲۳ ہجری کو شہادت حاصل کی۔

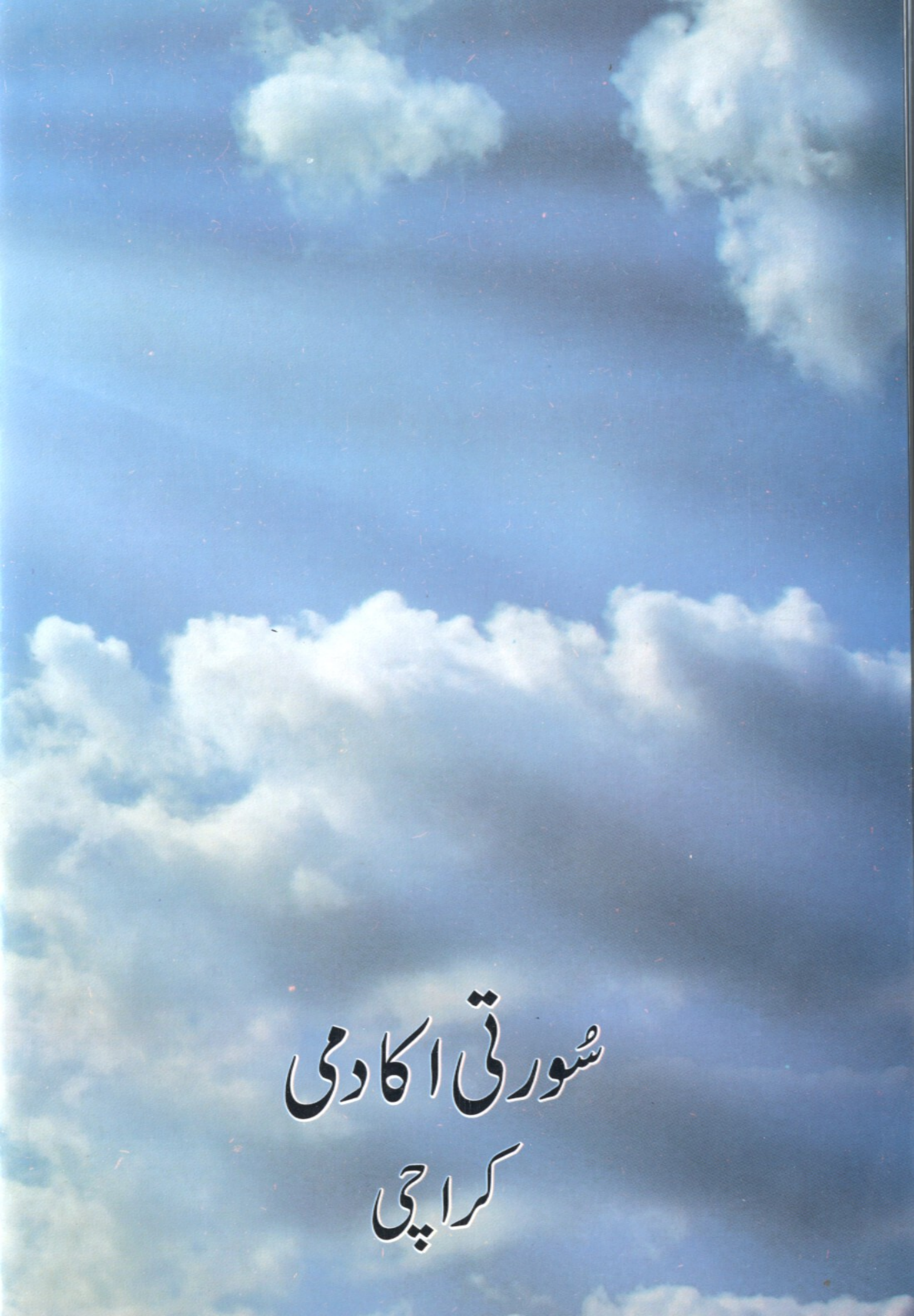
۳۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ

حضرت ابوبکر صدیقؓ کی تبلیغ سے متاثر ہو کر ایمان لائے اور نبی کریم ﷺ کے تیسرے خلیفہ بنائے گئے، بوجہ کثرت خیرات بارگاہِ الٰہی سے "غنی" کا لقب عطا کیا گیا، حضور اکرم ﷺ کی دو صاحبزادیاں آپ کے نکاح میں آئیں، بارگاہ رسالت ﷺ سے "ذوالنورین" کے لقب سے سرفراز کیے گئے۔ ۱۲ سال خلافت فرمائی اور ۱۸ر ذوالحجہ ۳۵ھ میں شہادت پائی۔ حضرت علیؓ نے نمازِ جنازہ پڑھا کر بقیع شریف میں دفن فرمایا۔

۴۔ حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ

آپ نبی کریم ﷺ کے چچازاد بھائی تھے، حضرت عثمانؓ کے بعد چوتھے خلیفہ بنائے گئے اور چار سال ۹ ماہ خلافت فرما کر کوفہ میں ۲۱ر رمضان ۴۰ ہجری میں شہید کیے گئے اور مقام نجف میں دفن کیے گئے حضور اکرم ﷺ سے ۳۲ برس چھوٹے تھے، حضور ﷺ کی ایک صاحبزادی حضرت فاطمہؓ آپ کے نکاح میں آئی تھیں، بارگاہِ نبوت سے اسداللہ کا خطاب ملا تھا، بڑے بہادر، اسلام کے فدائی اور خلفاء ثلاثہ کے مشیر اور زہد و عبادت میں ممتاز تھے۔

ooo


سورتی اکادمی
کراچی